تاریخ سے سبق حاصل کیجئے !

محمد یاسر حبیب

دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے آپ کو ہر ترقی یافتہ قوم کے پس منظر میں دو چیزیں ضرور نظر آئیں گی، ایک محنت اور دوسرا اپنے ماضی سے سبق۔ محنت کی عظمت سے تو کسی کو انکار نہیں ہوسکتا ممکن ہے ماضی سے سبق حاصل کرنے کی بات میں کسی کو اختلاف ہو۔ لیکن میرا ایسا ماننا ہے کہ جو قوم اپنے ماضی سے سبق حاصل نہیں کرتی وہ قوم ترقی اور کامیابی کا زینہ نہیں چڑھ سکتی۔

اس وقت ہمارا ملک جس قسم کے گھمبیر مسائل کا شکار ہے، بظاہر اس سے نمٹنے کی کوئی سبیل کارگر ہوتی نظر نہیں آرہی، غربت، بیروزگاری، معاشی بدحالی اور قدرتی وسائل کی عدم دستیابی، اشیاء خوردونوش کی قلت، بجلی کا بحران، مہنگائی میں ہوشربا اضافہ، ملک میں بڑھتی ہوئی لاقانونیت اور اب امن وامان کی مخدوش صورتحال اس نہج پر پہنچ چکی ہے کہ عوام کا اعتماد قانون نافذ کرنے والے اداروں پر سے اٹھتا چلا جارہا ہے، جس کی نظیر حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے چند واقعات سے مل سکتی ہے، یہ تمام وہ مسائل ہیں جنہوں نے ملک میں رہنے والی عوام کا جینا دوبھر کردیا ہے، لوگ ان مسائل میں گھر کر انسانیت سے محروم ہوتے جارہے ہیں، جس کی وجہ سے معاشرے میں بہت سی قباحتیں جنم لے رہی ہیں۔ بات چل رہی تھی ماضی سے سبق حاصل کرنے کی تو اس کے لیے آپ کو ایک واقعہ سننا ہوگا، اس واقعہ سے ہمارے حکمران سبق حاصل کرکے ترقی کی منازل طے کرسکتے ہیں۔

تاریخ سے آگہی رکھنے والے اہل علم حضرات جانتے ہوں گے کہ سن 1985ء سلطنت برطانیہ کے لیے ایک مشکل سال تھا پورا ملک مہنگائی کی لپیٹ میں تھا، ضروریات زندگی ناقابل خرید ہوچکی تھیں، بے روزگاری، افراط زر اور بے چینی انتہا کو چھو رہی تھی، لوگ ایک دوسرے سے دست وگریبان تھے، اس وقت برطانیہ کی وزیراعظم مارگریٹ تھیچر تھیں جو برطانیہ کی پہلی خاتون وزیراعظم تھیں، مسائل اس قدر زیادہ تھے کہ قابو میں نہیں آرہے تھے، اس وقت مارگریٹ تھیچر کی وزارتِ خزانہ نے حکومت کو ان تمام مسائل سے نکالنے کا ایک حل تجویز کیا کہ اگر حکومت اشیاء خوردونوش اور سفر کے ذرائع کی قیمت دگنی کردے تو اس سے برطانیہ کو 8 بلین پونڈ حاصل ہوسکتے ہیں، جس کے حصول کے نتیجے میں حکومت خسارے سے نکل جائے گی اور نئے منصوبوں کے اجراء کے ذریعے حکومت مستحکم ہوجائے گی، لیکن جب تھیچر کے سامنے مطلوبہ منصوبہ پیش کیا گیا تو اس نے رپورٹ پڑھے بغیر یہ تجویز مسترد کردی، تمام وزراء کے چہرے اتر گئے اور آپس میں چہ می گوئیاں ہونے لگیں کہ ایسے حالات میں تو لوگ تنکے کا سہارا بھی غنیمت سمجھتے ہیں اور ہم نے اتنا شاندار منصوبہ پیش کیا جس پر عمل کرنے کی وجہ سے حکومت موجودہ بحران سے نکل سکے لیکن اس نے انکار کردیا، یہ بات کسی کو ہضم نہیں ہورہی تھی چنانچہ تھیچر کے ایک وزیر نے اس منصوبے کے رد کرنے کی وجہ جاننا چاہی تو تھیچر نے کہا، یہ تمام وہ چیزیں ہیں جو اس ملک کے لوگ استعمال کرتے ہیں ان کے بغیر کوئی زندہ نہیں رہ سکتا، لہٰذا میں صرف اپنی حکومت برقرار رکھنے کے لیے چھ کروڑ لوگوں کی زندگی خطرے میں نہیں ڈال سکتی، کیونکہ یہ ظلم ہوگا ان لوگوں کے ساتھ، اس وجہ سے اگر میری حکومت جاتی ہے تو جائے لیکن میں عام آدمی کی زندگی اجیرن نہیں بناسکتی، یہ کہہ کر تھیچر خاموش ہوئی تو کانفرنس روم میں موجود تمام لوگوں نے تالی بجا کر تھیچر کو داد دی، اس کے آگے کی کہانی بھی کافی دلچسپ ہے کہ کس طرح تھیچر نے نئے معیشیت دانوں کی خدمات حاصل کرکے انہیں ملکی معیشیت بہتر بنانے کے

منصوبے تجویز کرنے کی ذمہ داری سونپی جن میں سے ایک نوجوان نے اسے کریڈٹ کارڈ متعارف کرانے کا منصوبہ تجویز کیا، جس کی وجہ سے برطانیہ کی معیشیت میں بہتری اور آئی اور حکومت مستحکم ہوئی جو یہاں ذکر کرنا مقصود نہیں البتہ تھیچر کا وہ اعتراف دنیا کے تمام حکمرانوں کے لیے اہمیت کا حامل ہے جو اس نے اپنے ایک انٹرویو میں کیا، جب تھیچر سے سوال کرنے والے نے اسے کریڈٹ کارڈ کے منصوبہ پر مبارکباد دیتے ہوئے اس کی حکومت کی کامیابی کی ایک بنیادی وجہ قرار دیا تو تھیچر نے دوٹوک جواب دیا اور کہا میری کامیابی کی اصل وجہ پلاسٹک منی یا کریڈٹ کارڈ کا اجراء نہیں بلکہ اصل بنیاد غریبوں کی دعائیں ہیں۔

آپ کو یہ جان کر یقیناً حیرت ہوگی کہ برطانیہ میں اشیاء خورد ونوش کی قیمت 1967ء سے وہی ہے جو اس وقت طے ہوئی تھی آج تک ان کے نرخ میں اضافہ نہیں ہوا، جبکہ اس کے برعکس ملک عزیز پاکستان میں اشیاء خورد ونوش میں پچھلے چند سالوں میں جو اضافہ ہوا ہے وہ سب کے سامنے ہے، اور آئے دن ان میں مزید اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

برطانیہ صرف وہ واحد ملک نہیں جہاں پچھلے بیس یا پچیس برسوں میں ضروریات زندگی کی قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی بلکہ مہنگائی کے اس دور میں بھی جہاں دنیا میں بیروزگاری عام ہے، جہاں دنیا کے اکثر ممالک کی کرنسیاں بے وقعت ہو رہی ہیں اور جب پوری دنیا میں پیٹرول کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں اس کے باوجود بھی برطانیہ سمیت یورپ کے اکثر ممالک میں مہنگائی کا نام ونشان تک نہیں، اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ان تمام ممالک کے اندران حکومتوں نے ضروریات زندگی میں اضافہ نہیں کیا بلکہ ان چیزوں کی قیمت بڑھائی جن کا تعلق آسائش اور آرام کے ساتھ ہے، اس لیے کہ ان اشیاء میں اضافے کا اثر عام آدمی کی معیشیت یا گھر کے بجٹ پر نہیں پڑتا بلکہ جو آدمی ایک لاکھ کا فریج لے سکتا ہے یا بیس لاکھ کی گاڑی لے سکتا ہے وہ دو لاکھ کی جگہ دس لاکھ بھی خرچ کر سکتا ہے اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے حکمران بھی اپنی سوچ کو ان لوگوں کی سوچ کے مطابق کریں، جن کے فیصلے ہمیشہ کے لیے تاریخ میں امر ہوگئے، جن کے فیصلوں کی وجہ سے ان ممالک کے غریب عوام کی دعائیں انہیں حاصل ہوئیں۔

اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد میرا یہ یقین مزید مستحکم ہوتا چلا گیا کہ قوموں کی ترقی اور عروج میں اہم چیز محنت اور اپنے ماضی سے سبق حاصل کرنے پر منحصر ہے جو قوم محنت کو چھوڑ دے اور جس قوم کے حکمران اپنے پیشرؤوں سے سبق حاصل نہ کر سکیں اس قوم کی قسمت میں ترقی کا سورج کبھی طلوع نہیں ہوتا......!!!